

## مقالات

### اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی

(۱۵)

## ایمان

### ۵۔ ایمان بالیوم الآخر

دنیا اور اسلام کے انجام پر دو مذہبوں کی رائیں آپ سن چکے ہیں اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ دونوں مذہب نہ عقلاً صحیح ہیں نہ ان فطری سوالات کا پورا پورا اور دل کو مطمئن کرنے والا جواب دیتے ہیں جو دنیا میں زوال و فنا کے آثار کو دیکھ کر ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اور نہ ان میں یہ صلاحیت ہے کہ ایک صحیح اور مضبوط اخلاقی نظام کے لئے پشت پناہ بن سکیں۔ اب تیسرے مذہب کا بیان نیچے۔

### حیاتِ اخروی کا عقیدہ | تیسرے مذہب کا کتابہ کہہ دو۔

(۱) جس طرح دنیا کی ہر چیز فرداً فرداً اپنی ایک عمر رکھتی ہے جس کے ختم ہوجانے کے بعد اس میں فساد رونما ہوجاتا ہے، اسی طرح اس پورے نظامِ عالم کی بھی ایک عمر ہے جس کے تمام ہونے پر یہ سارا کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا، اور کوئی دوسرا نظام اس کی جگہ کے قوانینِ طبیعی اس نظام کے قوانینِ طبیعی سے مختلف ہو سکتا ہے۔ (۲) اس نظامِ درہم برہم ہونے پر ایک زبردست عدالت قائم ہوگی جس میں ہر چیز کا حساب لیا جائیگا۔ انسان کو اس روز پھر ایک نئی جسمانی زندگی ملیگی۔ وہ اپنے خدا کے سامنے حاضر ہوگا، اس کے تمام اعمال جو اس نے اپنی پہلی زندگی میں انجام دیے تھے، ٹھیک ٹھیک جانچے اور توے جائیں گے، اچھے اور افسانہ

کے ساتھ اس کے مقدمے کا فیصلہ کیا جائیگا، اچھے اعمال کی بھی جزائیگی اور بُرے اعمال کی بُری سزا دی جائیگی۔

۳۔ انسان کی دنیوی زندگی دراصل اس کی اخروی زندگی کا مقدمہ ہے۔ یہ زندگی عارضی ہے اور وہ پائیدار۔ یہ ناقص ہے اور وہ کامل۔ تمام اعمال کے پورے پورے نتائج اس عارضی زندگی میں ترتیب نہیں ملتے اور نہ بہرہ و بیج جو یہاں بویا جاتا ہے اپنے فطری ثمرات کے ساتھ اس ناقص زندگی میں ہمارا اور ہوتا ہے۔ اس نقص کی تکمیل اس دوسری زندگی میں ہوگی، اور جو کچھ یہاں بنے نتیجہ اور بے ثمر رہ گیا ہے۔ وہ اپنے حقیقی نتائج حقیقی ثمرات کے ساتھ باطن ظاہر ہوگا۔ لہذا انسان کو اپنے اعمال و افعال کے محض آن نا تمام اور با اوقات و صحو کہ دینے والے نتائج ہی پر نظر نہ رکھنی چاہیے جو اس دنیوی زندگی میں ترتیب ہوتے ہیں بلکہ ان مکمل، پائیدار اور حقیقی نتائج پر بھی نظر رکھنی چاہئے جو اس دوسری زندگی میں ترتیب ہوں گے، اور نتائج کے اس مکمل سلسلہ کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے افعال کی قدریں متعین کرنی چاہئیں۔

یہ وہ مذہب ہے جسے انبیاء علیہم السلام نے پیش کیا ہے، اور قرآن مجید اسی مذہب کا پرزور وکیل ہے مگر قبل اس کے کہ ہم اس مذہب کے اخلاقی نتائج اور تہذیب اسلامی میں اس کے رتبے اور اہمیت پر کلام کریں ہیں دیکھنا چاہئے کہ اس مذہب کے دلائل کیا ہیں؟ اور عقل کہاں تک اس کو قبول کرتی ہے؟

**عقلی تحقیق کا صحیح طریقہ** یہ سوال کہ موت کے بعد کوئی زندگی ہے یا نہیں ان امور سے تعلق رکھتا ہے جو ہمارے

حواس اور حسی تجربہ کی حدود سے باہر ہیں ہم جو کچھ محسوس کرتے ہیں وہ صرف اس قدر ہے کہ ایک شخص جو چند لمحہ قبل تک سانس لیتا اور اپنے ارادہ سے حرکت کرتا تھا وہ اب زندگی کے تمام آثار سے محروم ہو گیا، اور اس کے جسم سے کوئی ایسی شے غائب ہو گئی جس نے اس جامد، غیر زامی، غیر متحرک مادے کو فنا اور حرکت کی قوت مہیا کر رکھی تھی اب رہا یہ سوال کہ وہ شے کہاں چلی گئی؟ جسم سے الگ ہو کر یہی موجود ہے یا معدوم ہو گئی؟ اور پھر کبھی اس جسم یا ایسے کسی اور جسم سے اس کا تعلق دوبارہ قائم ہوگا یا نہیں؟ تو جہاں تک ہمارے حواس اور تجربی علم کا تعلق ہے، ہم اس کا لگائے بغیر یا اثباتاً کوئی جواب نہیں دیکھتے کیونکہ اس چیز کوئی نفسہ نہ ہم نے پہلے کبھی محسوس کیا تھا اور نہ اب محسوس کرتے

ہیں۔ اس بنا پر یہ بات پہلے ہی سمجھ لینی چاہئے کہ اس سوال کا سائنس یعنی حکمت عملی یا تجربی علم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سائنس اگر اس پر اثباتاً کوئی حکم نہیں لگا سکتی، تو نفیاً بھی کوئی حکم لگانے کا حق نہیں رکھتا۔ وہ صرف یہ کہتا ہے کہ "تیس کچھ نہیں جانتا کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے"۔ لیکن اگر وہ خاص لا اوریت کے مقام سے ہٹ کر یہ کہے کہ چونکہ میں نہیں جانتا کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے اس لئے میں جانتا ہوں کہ مرنے کے بعد کچھ نہیں ہوتا" تو یقیناً مقبولیت کی حد و دے تجاوز کر جائیگا۔

جو اس کے بعد ہمارے پاس علم کا دوسرا ذریعہ ٹھکر ہے انسان ہمیشہ اپنے آپ کو عموماً کے دائرے میں مقید رکھنے سے انکار کرتا رہا ہے، اور اس کی بشری فطرت کا مقتضا یہی ہے کہ وہ غور و فکر کی قوتوں سے کام لے کر ان پوشیدہ حقیقتوں کو معلوم کرے جو عموماً سے ماوراء ہیں۔ اسی فکری جستجو کا نام ٹھکر ہے اور اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ تم دنیا اور خود اپنے نفس کے آثار و شواہد سے انھیں بند کر کے، یا ایک بڑی حد تک بے پروا کر خالص عقلی مقدمات سے نتائج اخذ کرنا شروع کرو، اور آخر تک عقل کے گھوڑے دوڑاتے چلے جاؤ۔ یہ خالص فلسفہ کا میدان ہے، اور تمام گرامیوں کی جولا نجا بھی اندھیری منزل ہے یہیں سے وہ فلسفیانہ مذاہب نکلے ہیں جن میں ایچوکر انسان تخیل کی وادیوں میں بھٹکتا چلا جاتا ہے یہیں سے خدا اور ملائکہ اور نظام عالم اور حیات و بدلتوں کے متعلق وہ فلسفے اور متضاد عقیدے نکلے ہیں جو بعض اندھیرے میں ٹٹونے اور وہم و گمان اور غم و تپن میں چلنے کا نتیجہ ہیں۔

دوسرا طریقہ فکری یہ ہے کہ تم انھیں کھول کر کائنات میں اور خود اپنے نفس میں ان آثار کا مشاہدہ کرو جو منزل حقیقت کے شعل بردار ہیں اور ان چراغوں کو بے عقل سلیم و فکر صحیح کی مدد سے ان حقیقتوں تک پہنچو، جو ان آثار کی تیس چھپی ہوئی ہیں۔ اس دوسرے طریقے میں سائنس اور ظنہ دونوں ملکر چلتے ہیں اگرچہ حقیقت تک پہنچنے کا یقینی ذریعہ یہ بھی نہیں ہے لیکن آسانی و ہدایت سے قطع نظر کر کے انسان کے پاس حقیقت رسی کا واحد ذریعہ یہی ہے، اور ذریعہ سے حقیقت تک یا اس کے قریب تک پہنچنا ناممکن ہے بشر لیکہ انسان کی قوت مشاہدہ تیز ہو، اس کی اورا کی

قوتیں لطیف اور نازک ہوں اور اس میں غور و فکر کی کافی صلاحیت موجود ہو۔ حکمت نظری میں انسان کی ترقی کا مدار اسی مشاہدہ اور فکر کی آئینہ نش پر ہے۔ آج جن نظریات پر حکمت کی بنیاد قائم ہے اور جن اصولوں پر ایمان لائے ہیں۔ سائنس کا کوئی طالب علم ایک قدیم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا، ان میں سے کوئی بھی ممکن تجربے اور مشاہدہ پر مبنی نہیں ہے۔ برعکس اور ہر اصول کی بنیاد اس قیاس عقلی پر قائم ہے جس کے لئے مشاہدات و تجربات کو مواد قیاس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ قانون فطرت، قانون جذب و کشش، سلسلہ علت و حلول، نظریہ اضافیت، قانون نشو و ارتقاء، قانون انتخاب طبیعی، اور ایسے ہی دوسرے اصول و قوانین جن پر بڑے بڑے اہل حکمت ایمان لائے ہیں۔ سب کے سب آثار و مظاہر کے مشاہدات پر غور و فکر اور عقلی قیاس آرائی کے استعمال کا نتیجہ ہیں۔ ورنہ سچ کسی نے بھی ان قوانین اور ان اصول کا حسی مشاہدہ نہیں کیا ہے۔ پھر جو نتائج ایک حکیم اپنے مشاہدے اور قیاس سے مستنبط کرتا ہے ان پر اسے اتنا ہی یقین ہوتا ہے جتنا کسی حامی کو کسی شے کے حسی مشاہدے سے حاصل ہوتا ہے مگر اس کے باوجود کوئی بڑے سے بڑا حکیم بھی کسی شے کو ان نتائج کے ان لینے پر مجبور نہیں کر سکتا، کیونکہ جب تک کوئی شخص آثار و مظاہر کا اس خاص نظریے سے مشاہدہ نہ کرے جس سے حکیم نے مشاہدہ کیا ہے، اور اسی غور و فکر سے کام نہ لے جس سے حکیم نے کام لیا ہے، وہ ان نتائج پر کسی طرح نہیں پہنچ سکتا۔ ایک حامی کے لئے حکمت میں قدم رکھنے اور ترقی کرنے کی بس یہی صورت ممکن ہے کہ وہ جس حکیم کی دانائی و بصیرت پر اعتقاد رکھتا ہو، اس کے اخذ کردہ نتائج پر ایمان بالغیب لے لے، نیز اس کے کہ وہ خود اپنے مشاہدہ اور اپنے غور و فکر سے ان نتائج تک پہنچا ہو۔

یہ مقدمہ ذہن نشین کیجئے کیونکہ امور ماوراء طبیعت کے باب میں قرآن مجید کے بیان اور استدلال کو سمجھنے کے لئے اس مقدمہ کو سمجھ لینا ضروری ہے اور بہت اسی غلط فہمیاں اسی کے سمجھنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اب ہم کو حیات اخروی کے متعلق قرآن مجید کے بیان کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

**حیات اخروی پر مگرین اعتراض** | حیات اخروی کا اعتقاد جب قرآن مجید نے پیش کیا تو اس کے خلاف اس وقت کے مکرین نے جو اعتراض کیا تھا وہ یہی تھا جو آج کے مکرین کرتے ہیں۔ اور جو حقیقت اس پر یہی ایک علم

مکن بھی ہے یعنی یہ کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ایک بعید اعقل و قیاس بات ہے ہم کس طرح مان لیں کہ جو مردے زمین میں گل سڑ گئے، اجن کے جسم خاک میں مل گئے، جن کے اجزا جسم ہوا زمین اور پانی میں منتشر ہو گئے ان کو نچھڑنگی میں سڑ ہوگی؟

وَقَالُوا إِذْ أَصَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ عَائِنَا  
لَعْنَى خَلْقٍ جَدِيدٍ (۱:۳۲)

اور انہوں نے کہا کہ جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر نئے سرے سے پیدا ہوں گے؟

وَقَالُوا إِذْ أَكْنَا عِظَامًا وَوُفَاتَا  
أَنَا إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا (۵:۱۰)

اور انہوں نے کہا کہ جب گل سڑ کر ہاری صرف ہڈیاں رہ جائیں گی، اور ہم ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم ان سڑ پید کر کے اٹھائے جائیں گے؟

عِذْ أَمْثَلْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذَلِكْ رَجْعٌ لَعْنِي  
(۱:۵۰)

کیا جب ہم ڈر مٹی بن جائیں گے تو پھر جی اٹھیں گے، یہ وہی تو بعید اعقل و قیاس ہے۔

مَنْ يَنْحَى الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ (۵:۳۶) - کون ہے جو ہڈیوں کو زندہ کمرے کا دریا لیکر وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں۔

**قرآن مجید کا طرز اسرار** | اس شبہ کے مقابل میں قرآن مجید نے جو طرز اسرار اختیار کیا ہے وہ جو

کسب سے پہلے وہ قدرت الہی کے آثار کا شاہد کرنے اور ان پر غور و فکر کرنے کی طرف دعوت دیتا ہے، وہ کہتا ہے

سَبِّحْهُمْ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا فِي الْأَفَاقِ وَبِئِن أَنفُسِهِمْ  
حَتَّىٰ يَسْمَعُوا لَهُمْ إِنَّهُ الْحَقُّ (۱۶:۴۱) - تم ان کو آفاق میں اور خود ان کے اپنے نفوس میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ یہی حق ہے

کیا وہ آسمانوں اور زمین کے انتظام پر غور نہیں کرتے؟

أَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَ  
الْأَرْضِ (۲۳:۷۰) -

وَبِئِن أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تَبْصُرُونَ (۱:۵۱)

اور خود تمہارے اندر چوں نشانیاں ہیں کیا ان کو بھی تم نہیں دیکھتے؟

وَكَايَتِن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ - (۳۱:۱۳)  
آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے وہ  
اس طرح گزر جاتے ہیں کہ ان پر غور ہی نہیں کرتے۔

یہ اشارہ ہے اس طرف کہ تم کو اتنی قوت تو نہیں دی گئی ہے کہ جو چیز تمہارے حواس سے پوشیدہ ہے  
اس کو تم برائی العین شاہدہ کر سکو، یا کسی تجربہ سے اس کی حقیقت معلوم کر سکو۔ البتہ اگر تم آنکھیں کھول کر ان  
آثار کو دیکھو جو شب و روز تمہارے سامنے پیش ہو رہے ہیں، اور زمین و آسمان کے انتظام کا مشاہدہ کرو، اور  
خود اپنے نفس کی پیدائش پر نظر کرو، اور ان سب محسوسات و مشاہدات پر غور و فکر کر کے حقیقت تک پہنچنے کی  
کوشش کرو۔ تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ درست ہے۔

**حیاتِ اخروی کا امکان** پھر وہ انہی آثار و مظاہر سے ان چیزوں کو پیش کرتا ہے جو سب سے  
زیادہ پیہی ہیں، اور ان سے استدلال کرتا ہے کہ جس بات کو تم بیدار عقل و قیاس سمجھ رہے ہو، وہ چاہئے  
عقل و قیاس سے دور ہو، مگر حقیقت میں ناممکن نہیں ہے۔

اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ  
تَرَوْنَهَا ثُمَّ أَسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ وَ  
سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لِيَجْرِيَ لَاجِلِ  
يَدَيْهِ بِالْأَمْرِ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ  
رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ - (۱۰:۱۳)

وہ اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے  
بغیر بلند کر رکھا ہے جو تم کو نظر آسکیں۔ پھر وہ عرشِ جلوس  
فرما ہوا اور سورج اور چاند کو پانچ فرماں کیا ان میں  
سے ہر ایک ایک مدت مقررہ تک کے لئے حرکت کر رہا ہے  
وہی تمام عالم کا انتظام کرتا ہے اور وہ اپنی نشانیاں

کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات پر یقین لاؤ۔

عَ أَنْتُمْ أَسْخَرْتُمْ خَلْقًا أَمَّا السَّمَاءُ فَآنَاهَا -  
کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کا؟ خدا

نے تو ایسی بڑی چیز کو بنایا ہے؟ - (۲: ۷۶)

یہ اجرام سماوی کے آثار سے استشہاد ہے کہ جس خدا نے اتنا بڑا نظام کائنات پیدا کیا ہے،

جس نے بڑے بڑے سیاروں کو اپنے قانون کی بندشوں میں جکڑ رکھا ہے، جس کی قدرت ان عظیم الشان اجرام کو اس انتظام کے ساتھ حرکت دے رہی ہے کہ کوئی چرم اپنے مدار سے بال برابر تجاوز نہیں کر سکتا۔ پتہ چلنے مقررہ اوقات پہل بھر کے لئے ہٹ سکتا ہے۔ اور جس کی طاقت نے کائنات کے طبقوں کو ایسے غیر مرنی اور غیر محسوس پہلووں پر قائم کیا ہے جن کے ادراک سے تم عاجز ہو، اس خدا کے متعلق یہ گمان کرنا کہ وہ تم سے کسی حقیر مخلوق کو ایک دفعہ ہلاک کر کے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے، کبھی بڑی خام خیالی ہے۔

اَوْ لَعَبْرٍ ۙ وَاِنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ  
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ  
یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ (۱۱:۱۷)

آسمان کے بعد وہ ہمارے قریب ترین ماحول یعنی زمین کے آثار کی طرف ہم کو متوجہ کرتا ہے۔

سَبِّرُوا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ قَانظُرٌ ۙ وَاَلَيْفَ بَدَا  
اَخْلَقْنَا لَكُمْ اللّٰهَ یُنشِئُ النَّشَاةَ الْاٰخِرَةَ  
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۲:۲۹)

اور ان کے لئے ایک نشانی تو مردہ زمین ہی ہے جس کو ہم نے زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا ہے یہ لوگ کھاتے پھرانے کی رحمت کے آثار دیکھ کر کس طرح زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندگی بخشا ہے یقیناً وہ ضرور مردوں کو بھی زندہ کی عطا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَاٰیةٌ لَهُمْ الْاَرْضُ الْمِیْتَةُ ۙ اَحْیٰیْنَهَا  
وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا طَبَاغًا فَمِنْهُ یَاخْطَبُوْنَ  
فَانظُرْ اِلٰی الْاَثَارِ ۙ رَحْمَةً ۙ وَاللّٰهَ لَیْفَ یُبْحِی  
الْاَرْضَ بِقَدَمِ مَرْتَبَا ۙ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَلٰی لَیْسَ  
وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۵:۳۰)

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تو زمین کو بچتا ہے کہ کوئی بڑی ہے پھر جہاں ہم نے پانی برسایا اور وہ

إِنَّ الَّذِي أَحْيَا مَا لَحِيَ الْمَوْتَى إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۵:۴۱)

بھیک اٹھی اور پہلہانے لگی۔ تو جس نے اس کو زندہ کیا وہی مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ فَتُبْرِئُ مَوْتًا بِأَنَّهَا فَسَقَتْهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذَلِكَ التَّشْوِيرُ (۲:۳۵)

اور وہ انڈھی ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے پھر وہ بادلوں کو بھارتی ہیں پھر ہم ان بادلوں کو ایسی ہستی کی طرف بھیجتے ہیں جو بے آب و گیاہ پڑی ہے پھر اس مردہ پڑی ہوئی زمین کو بارش کے ذریعہ سے زندہ کر دیتے ہیں بس ایسی ہی اٹھنا قیامت میں بھی ہوگا۔

اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے ذرا خود اپنے نفس تو غور کرو کہ خود تمہارے اندر خدا کے احیا موتی پر قادر ہونے کا ثبوت موجود ہے۔

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا (۱:۴۹)

بلاشبہ انسان پر زمانہ کا ایک ایسا وقت بھی گذر رہا ہے جب کہ وہ کوئی قابل ذکر نہ تھا۔

كُنْتُمْ أَمْوَئًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (۳:۴۲)

تم مردہ تھے تو خدا نے تم کو زندہ کیا پھر وہ تم کو مردہ کیا پھر زندہ کرے گا پھر تم انکی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

إِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِن تُرَابٍ (۱:۲۲)

اگر تم کو مردنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے مٹی جیسی بے جان شے سے تم کو پیدا کیا ہے۔

قَالَ مِنْ نَّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ

اس نے کہا کہ کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسہ ہو جائیں گی۔ کہہ دے کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے

انہیں پہلی بار زندگی بخشی تھی۔



ان سے کہو کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی اور ایسی چیز جس کا زندہ ہونا تمہارے نزدیک بہت ہی بعید اڑھل ہو پھر وہ پوچھیں کہ کون ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ تو کہو کہ وہی جس نے پہلی بار تم کو پیدا کیا تھا۔

ہم نے انسان کو مٹی کے رت سے بنایا ہے ہم نے ہی اس رت کو لطفہ بنا کر ایک حفاظت کی جگہ میں رکھا پھر لطفہ کو تو تھڑا بنایا، پھر تو تھڑے کو مضغہ گوشت کی صورت میں پھر مضغہ کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت خراب پھر اس کو ایک دوسری چیز بنا کر آیا پس مبارک ہے جو بہترین خالق ہے پھر اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو پھر یقیناً تم قیامت کے روز اٹھائے جاؤ گے۔

کیا انسان مٹی کا مضم ایک قطرہ نہ تھا جو رحم مادر میں نکلا گیا تھا پھر وہ ایک تو تھڑا بنا پھر خدا نے اس کو انسانی شکل دی اور اس کی ساخت کو اتوار کیا پھر اس کی وہ صفیں کر دیں اور مرد و عورت کے جوڑے بناے کیا وہی

ان صاف اور واضح اور ہمارے مشابہہ و احساس سے قریب تر خواہر کوشش کرنے کے قرآن مجید

قُلْ لَوْ لَوْ اِحْجَارًا وَاَوْحَدِيدًا اَوْخَلْقًا  
مِمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَنْ  
يُعِيدُ نَاقِلَ الَّذِي فَطَرَكُمْ اَوَّلَ  
مَرَّةٍ (۵: ۱۷)۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ  
طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فَنَرَاهُ  
مَكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَلَقَةً  
فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا  
الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ  
لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنَهُ خَلْقًا اٰخَرَفْتَهُ  
اَللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ثُمَّ اَنْتُمْ بَعْدَ  
ذٰلِكَ لَمِيَّتُونَ ثُمَّ اَنْتُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ  
تَبْعَتُونَ (۱: ۲۳)۔

اَلْعَرِيْكَ نُطْفَةٍ مِنْ مِيْنٍ يُمْنِيْ ثُمَّ كَانَتْ  
عَلَقَةً فَخَلَقَتْ فَسَوِيْ فَجَعَلَ مِنْهُ الْاِنْسَانَ  
الذَّكَرَ وَالْاُنْثَى اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَدْرِ  
عَلَى اَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى (۲: ۷۵)۔

خدا اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کرے۔

ایک ایسی کھلی ہوئی دلیل پیش کرتا ہے جو بالکل عقل عام (Common Sense) کے تعلق رکھتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اشیاء کو عدم سے وجود میں لانا زیادہ مشکل ہے، بسبب اس کے کہ ان کو منتشر اور پراگندہ ہوجانے کے بعد دوبارہ پہلی صورت پر پیدا کیا جائے پس جو طاقت اس دشوار تر کام کو انجام دیتے سے عاجز نہ ہوتی، وہ آسان تر کام کو انجام دینے سے کیونکر عاجز ہو سکتی ہے؟ اگر ایک شخص موٹر ایجاد کرنے پر قادر ہے اور اس کو بنا چکا ہے تو کیا یہ بات عقل میں آ سکتی ہے کہ وہ موٹر کے پرزوں کو الگ الگ کرنے کے بعد دوبارہ ان کو جوڑ دینے پر قادر نہیں ہے؟ اسی مثال پر قیاس کر لو کہ صانع عالم جو تم کو عدم سے وجود میں لایا ہے، تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے سے مرگز عاجز نہیں ہو سکتا۔

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ کس طرح آفرینش کی ابتدا کرتا ہے؟ پھر اسی طرح وہ اس کا اعادہ بھی کر چکا اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لئے یقیناً زیادہ آسان ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ - (۳۰: ۳)

اور وہی تو ہے جو آفرینش کی ابتدا کرتا ہے۔ پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا۔ اور یہ اعادہ اس کے لئے سہل تر ہے۔

أَفَعِينَا بِمَا نَخْلُقُ الْأَوَّلَ، بَلْ هُمْ قَوْمٌ لَبِيسٌ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ (۵۰: ۱)

کیا ہم پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے عاجز رہے تھے؟ (معیس) ان کو پہلی آفرینش سے انکار نہیں ہے۔ لہذا ان کو ایک نئی آفرینش میں شک ہے۔

اب صرف یہ شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ جن مردوں کے اجزاء جسم فنا ہو گئے ان کو پھر کیونکر پہلا جسم عطا کیا جاسکتا ہے، کوئی پانی میں ڈوب کر مارا اور اسکی بوٹی بوٹی پھیلیوں اور آبی جانوروں کی غذا بن گئی، کوئی جل کر مر یا مرکز جلادیا گیا، اور اس کا سارا جسم راکھ اور دھوئیں میں منتقل ہو گیا، کوئی زمین میں دفن ہوا اور خاک میں مل گیا۔ اب کیونکر ممکن ہے کہ اس کا پہلا جسم عود کرے اور اس میں پھر وہی پہلی روح چھوٹی جاسے؟

اس شبہ کو لوگوں نے یہ کہہ کر دفع کرنے کی کوشش کی ہے کہ روح کو جسمانی زندگی عطا کرنے کے لئے لازم نہیں ہے کہ وہی پہلا جسم اس کو واپس دیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ روح وہی ہو اور اس کو پہلے جسم کے مشابہ کوئی دوسرا جسم عطا کر دیا جائے لیکن قرآن کہتا ہے کہ خدا وہی جسم عطا کرنے پر قادر ہے پہلے جسم کے اجزاء معدوم نہیں ہوتے ہیں۔ منتشر حالت میں اس کا ہر جز کہیں نہ کہیں موجود ہے، خواہ ہو اس میں جو خواہ پانی میں جو خواہ مٹی میں جو خواہ نباتات یا حیوانات کے اجسام میں جو خواہ معدنیات کے اجسام میں ہو۔ خدا کا علم اتنا خاص ہی ہے کہ وہ ہر جز کے مقام کو جانتا ہے اور اس کی قدرت اتنی کامل ہے کہ وہ ان منتشر اجزاء کو پھر جمع کر کے پہلی صورت پر بنا سکتا ہے۔

ہم کو معلوم ہے کہ زمین ان میں سے کیا چیز گھٹاتی ہے اور ہمارے پاس ایسی کتاب ہے جس میں ہر چیز کا ریکارڈ محفوظ ہے اور اس کے پاس غیب کی کتبیاں ہیں جن کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں ہے جو کچھ حشری اور تری میں ہے اس کو سب معلوم ہے یا ایک چہ سمی اگر گھبرتا ہی تو وہ اس کو جانتا ہے، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دان ایسا نہیں ہے، اور کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں ہے جو واضح کر کے دکھائی دے والی ایک کتاب میں موجود نہ ہو۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ  
وَعَيْنَا نَا كِتَابٌ حَفِيظٌ (۱۱:۵۰)  
وَجِدْ مَا تَخْتِجُ الْغَيْبُ لَا يَخْلَعُ مَا الْأَهْوَى  
وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا  
تَسْقُطُ مِنْ دَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا  
حَبَّةٌ فِي ظُلْمِتٍ الْأَرْضِ وَلَا ذَرْبٍ  
ذَلَا يَأْبِسُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مَبِينٍ (۶:۶)

یہ جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا مقصد اس استبعاد کو دور کرنا ہے جس کی بنا پر لوگ حیات اخروی سے انکار کرتے ہیں۔ انکار کی اصل وجہ نہیں ہے کہ منکرین کو کسی تجربہ یا مشاہدہ یا علم یقینی کے کسی اور ذریعہ سے قطعاً وایجاباً یہ معلوم ہو گیا ہے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں رہے گی۔ انکار صرف اس بنا پر ہے کہ مرنے کے بعد پھر جی اٹھنا ان کی عقل میں نہیں آتا۔ انہوں نے اس نظارہ کو کبھی نہیں دیکھا۔ ان کو تو یہ دیکھنے کی عادت رہی ہے کہ

جو ما سو پھر نہ پٹا لہذا جب یہ کہا جاتا ہے کہ جو مہیکے ہیں وہ پھوٹیں گے تو اس خلاف عادت بات کو وہ معلوم نہیں کر سکتے اور بعید از عقل و قیاس سمجھتے ہیں لیکن غور و فکر کی راہ میں ایک قدم آگے بڑھے۔ یہ سانا استبعاد و دور ہو جاتا ہے اور جو بات پہلے نامکن نظر آتی تھی وہ عین ممکن نظر آنے لگتی ہے جن باتوں کو آپ ممکن بلکہ واقعی سمجھتے ہیں ان کے متعلق آپ کا ایسا سمجھنا محض اس وجہ سے ہے کہ آپ کو ان کے وقوع کا مشاہدہ کرنے کی عادت رہی ہے۔ ایک بیج کا زمین میں جا کر پھوٹنا اور ایک تناور درخت کی شکل میں نمودار ہونا، ایک قطرہ کا جسم میں پینچنا اور وہاں سے ایک انسان کی شکل میں برآمد ہونا دو ہواؤں کے مجموعے سے پانی بننا اور اس کا ایک تربیکے ساتھ بار بار پانی سے بھاپ اور بھاپ سے پانی بنتے رہنا، عالم کی اس وسیع فضا میں کروہا کروہا سیاروں کا گیندوں کی طرح دوڑنا اور کسی مادی شے کے بغیر ایک دوسرے کے ساتھ ایسا مربوط ہونا کہ ان کی حرکات اور گردشوں کے نظم میں ذرہ برابر فرق نہ آئے، یہ سب باتیں دیکھنے کے آپ غور رہے ہیں اس لئے معمولی سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر یہی چیزیں آپ کے سامنے پیش نہ ہوتیں اور اس کے بجائے کسی اور نظام سے آئی ہوتی، تو انہی سب باتوں کو آپ انتہا سے زیادہ بعید از عقل و قیاس سمجھتے، اور شدت کے ساتھ ان کے امکان سے انکار کرتے فرض سمجھتے کہ کہہ بیخ میں درخت نہ اُگتے ہوں اور وہاں کے لوگوں سے بیان کیا جائے کہ ایک ماٹہ بھر کالج زمین میں دفن ہو کر درخت بنتا ہے، اور اپنے ابتدائی جرم سے کئی ہزار بلکہ کئی لاکھ گنا بنا ہو جاتا ہے، اور پھر اس میں سے ویسے ہی ہزاروں بیج پیدا ہوتے ہیں، تو یہ بات بیخ والوں کی سمجھ میں آتی ہی حیرت انگیز ہوگی جتنی آپ کے نزدیک منے کے بعد پھر ہی اٹھنے کی داستان حیرت انگیز ہے۔ وہ بھی اسی طرح کہیں گے کہ یہ تو نامکن ہے، مگر ظاہر ہے کہ یہ عدم امکان کا فتویٰ علم کی بنا پر نہیں جہل کی بنا پر ہوگا عقل کی رسانی کا نتیجہ نہیں، مگر رسانی کا نتیجہ ہوگا جس ایسا ہی حال آپ کے استبعاد کا ہے۔ اگر آپ اپنے استعجاب یا استبعاد کی حقیقت کو سمجھ لیں تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ کسی چیز کا آپ کی عقل و قیاس سے دور ہونا اور حقیقت اس چیز غیر ممکن یا محال ہونے کے لئے کوئی دلیل ہی نہیں ہے جو چیزیں آج خود انسان ایجاد کر رہا ہے وہ آج سے سو برس

پہلے خود انسان کے نزدیک بیدار عقل وقتیاں تھیں۔ مگر واقعات سے ثابت ہو گیا کہ ناممکن نہ تھیں، اسی طرح جن چیزوں کو آج انسان مستبعد سمجھ رہا ہے، وہ آج سے سو دو سو بعد خود انسان کے ہاتھوں وجود میں آئیں گی اور واقعات ثابت کر دیں گے کہ وہ ناممکن نہیں ہیں۔ پھر جب انسان کی عقل اور اس سے بیدار یا قریب ہونے کی حقیقت یہ ہو تو کسی چیز کو محض اس بنا پر ناممکن نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اس محدود عقل میں نہیں سماتی۔

کسی مخفی اور ماورا حواس چیز کو ثابت کرنے کے لئے پہلا قدم یہی ہے کہ اس کا امکان ثابت کیا جائے چنانچہ قرآن مجید نے اپنے استدلال سے حیاتِ انہوی کے استبعاد کو دور کر کے اس کو ممکن ثابت کر دیا اب دوسرا قدم یہ ہے کہ اس کی ضرورت ثابت کی جائے تاکہ عقل تسلیم کر لے کہ ایسی ایک چیز ضرور ہونی چاہئے اور اس کے عدم سے اس کا وجود اولیٰ ہے۔ (باقی)

## مرآة شنوی

جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم اے رکن دارالترجمہ  
شنوی مولانا روم کا بہترین ایڈیشن جس میں شنوی شریف کے منتشر مضامین  
کو ایک سلسلہ کے ساتھ اس طور پر مرتب کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا مولانا کے مدعا  
وران کی تعلیم کو بڑی آسانی سے سمجھتا چلا جاتا ہے کئی انڈکس اور فہرستیں بھی جنجی مدد سے آپ  
حسب نسا جو شعر چاہیں نکال سکتے ہیں ایک بیٹھ فرہنگ بھی ملتی ہے۔ غرض یہ کہ اس کتاب نے شنوی شریف  
سے فائدہ اٹھانے کے لئے سہولت مہیا کر دی ہے کہ ایک شخص بڑی آسانی سے کتاب کے مطالبہ پر پورا حال  
کاغذ کتابت طباعت بہترین جلد نہایت اعلیٰ قیمت کے انگریزی رعبہ عثمانیہ۔

دفتر ترجمان القرآن سے طلب کیجئے